© rasailojaraid.com

غزل

از جناب الم صاحب مظفر نگری

فصلِ گل دیکھا کیے فصلِ خزاں دیکھا کیے
دونوں رُخ حُسنِ ازل کے رازداں دیکھا کیے

کیا بچا لیا جل گیا برقِ تپاں سے پوچھیے
ہم تو بربادیِ شاخِ آشیاں دیکھا کیے

تھی نگاہِ شوق جن کی رنگ و بو سے آشنا
وہ قفس میں بھی بہارِ گلستاں دیکھا کیے

ہر ادائے جاں فزا تیری حیات افروز تھی
ہم فنا میں بھی بقا ہی کا سماں دیکھا کیے

قافلہ ہے کونسی منزل میں یہ کس کو خبر
ڈھونڈنے والے تو گردِ کارواں دیکھا کیے

در حقیقت تھے وہی دیر و حرم سے آشنا
جو تصور میں تمہارا آستاں دیکھا کیے

ذکرِ گل اور شکرِ گل سے تھی ہمیں فرصت کہاں
آشیاں میں ہم تو برقِ آشیاں دیکھا کیے

پھول ہوں کلیاں ہوں کانٹے ہوں چمن ہو دشت ہو
سب کو ہم آلودۂ رنگِ خزاں دیکھا کیے

سو گئے جو بے خبر سن کر صدائے الرحیل
عمر بھر خمیازۂ خوابِ گراں دیکھا کیے

اُن کو بھی حیرت رہی وہ اپنی جلوہ گاہ میں
صرف مجھ کو ہی ہلاکِ امتحاں دیکھا کیے

کر گئے یونہی بسر اپنی تمہارے منتظر
عمر بھر خوابِ نویدِ ناگہاں دیکھا کیے

موت ہے ذکرِ قفس ان بزدلوں کو اے الم
رہ گئے گلشن میں جو لطفِ آشیاں دیکھا کیے

© rasailojaraid.com